عیسائیت کے مذہبی اور سماجی تہوارات ورسومات کا پسِ منظر دینیاتی مصادر کی روشنی میں: ایک تحقیقی جائزہ

The Background of Christian Religious and Social Festivals and Rituals in the Light of Theological Sources: An Exploratory Review

DOI;10.5281/zenodo.7293892

*حسن آراء

**نسیم اختر

Abstract

Experts in social behavior and cultural phenomena of man, sociologists, social psychologists, anthropologists say that rituals in humans, their perception and structure, depends on the characteristics of the group, its interest and the goals to be achieved. . However, no matter which group of beings performs the ritual, there are universal values that transcend all rituals. For example, usually if you want to join a community, you may have to go through an initiation ceremony. In this connection it is possible to specify that all actions which are ritualistic have certain characteristics. The rites of Christianity cannot escape this condition.

There is nothing but extravagance, nudity, nakedness and obscenity in all the festivals and rituals that Christians have invented. While the philosophy of these festivals and rituals is that man should be connected with Allah Ta'ala in happiness and sorrow.

Key words: cultural phenomena, rites, Christianity, condition, festivals

عیسائیت عصر حاضر میں سب سے پھیلا ہوا مذہب ہے۔ لیکن اس کے سماجی اور مذہبی تہوارات ورسومات بالکل باطل اور ان کی دینیاتی تعلیمات سے ہٹ کے ہے۔ ذیل میں ان کی سماجی، مذہبی تہوار اور رسوم کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

عیسائیوں کے سماجی تہوار ورسوم

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی لاڑمہ، پشاور

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی لاڑمہ، پشاور

ویلنٹائن ڈے

سینٹ ویلنٹائن ڈے، جسے ویلنٹائین ڈے اور سینٹ ویلنٹائن کا تہوار [1] بھی کہا جاتا ہے محبت کے نام پر مخصوص عالمی دن ہے اسے ہر سال 14 فروری کو ساری دنیا میں سرکاری، غیر سرکاری، چھوٹے یا بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے۔ اس دن شادی شدہ و غیر شادی شدہ جوڑے ایک دوسرے کو پھول اور تحائف دے کر اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں، اس کے علاوہ لوگ بہن، بھائیوں، ماں، باپ، رشتے داروں، دوستوں اور استادوں کو پھول دے کر بھی اس دن کی مبارکباد دیتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے کی ابتدا کے بارے میں کئی روایات ملتی ہیں تاہم ان میں یہ بات مشترک ہے:

"ویلنٹائن ڈے (جو 14 فروری کو منایا جاتا ہے)، محبت کرنے والوں کے لیے خاص دن ہے"۔ (2)

اسے محبت کرنے والوں کے تہوار کے طور پر منایا جاتا ہے"۔ (3)

سینٹ ویلنٹائن

سینٹ ویلنٹائن ایک مسیحی راہب تھا۔ اس سے بھی ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے کچھ باتیں جڑی ہیں۔ اسے عاشقوں کے تہوار کے طور پر کیوں منایا جاتا ہے؟ اور سینٹ ویلنٹائن سے اس کی کیا نسبت بنتی ہے، اس کے بارے میں بک آف نالج کا مذکورہ اقتباس لائق توجہ ہے:

"ویلنٹائن ڈے کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا (Luper Calia) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ،ویلن ٹائن، کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لیے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا۔ سترہویں صدی کی ایک پر اُمید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلن ٹائن ڈے والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیہ کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کر دیا"۔ (4)

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں محمد عطاء اللہ صدیقی رقم طراز ہیں:

"اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوئے۔ چونکہ مسیحیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا۔ اس لیے ایک دن ویلن ٹائن صاحب

نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔ کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اُڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلن ٹائن صاحب کو، شہیدِ محبت، کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کر دیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال بھی مسیحی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیے۔ بینکاک میں تو ایک مسیحی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایک ایسی دکان کو نذر آتش کر دیا جس پر ویلنٹائن کارڈ فروخت ہو رہے تھے۔"(5)

ویلنٹائن کا جرم قبولیت مسیح

اس کا آغاز تقریباً 1700 سال قبل رومیوں کے دور میں ہوا جب کہ اس وقت رومیوں میں بت پرستی عام تھی اور رومیوں نے پوپ ویلنٹائن کو بت پرستی چھوڑ کر مسیحیت اختیار کرنے کے جرم میں سزائے موت دی تھی لیکن جب خود رومیوں نے مسیحیت کو قبول کیا تو انہوں نے پوپ ویلنٹائن کی سزائے موت کے دن کو یوم شہید محبت کہہ کر اپنی عید بنالی۔[6]

ویلنٹائن کا جرم شادی کرانا

اس کی تاریخ مسیحی راہب ولنٹینس یا ویلنٹائن سے یوں جڑی ہے کہ جب رومی بادشاہ کلاودیوس کو جنگ کے لیے لشکر تیار کرنے میں مشکل ہوئی تو اس نے اس کی وجوہات کا پتہ لگایا، بادشاہ کو معلوم ہوا کہ شادی شدہ لوگ اپنے اہل و عیال اور گھر بار چھوڑ کر جنگ میں چلنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو اس نے شادی پر پابندی لگادی لیکن ویلنٹائن نے اس شاہی حکم نامے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف خود خفیہ شادی رچالی، بلکہ اور لوگوں کی شادیاں بھی کرانے لگا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے ویلنٹائن کو گرفتار کیا اور 14 فروری کو اسے پھانسی دے دی۔[7]

انسان کو اللہ رب العزت نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اس کو عقل و خرد جیسی نعمت سے نواز کے دیگر مخلوقات سے ممتاز کر دیا انسان کا بڑا بلند معیار ہے لیکن جب اسی انسان سے شرم وحیا چھن جائے تو اس میں حیوانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اپنی ہی بہن یا بیٹی کے سر سے آنچل کھینچتے ہوئے اس کے ضمیر پر ہلکی سی خراش تک نہیں آتی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"(8)

ترجمہ: "جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر"۔

اور مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ انسان سے شرم و حیا اور غیرت کو چھین کے جنسی تسکین میں اسے حیوانوں کے برابر لا کھڑا کیا جائے تا کہ ماں بہن اور بیٹی یا بیوی کے درمیان مقدس رشتوں کی جو دیواریں کھڑی ہیں ان کو گرا دیا جائے انہی سازشوں کی ایک کڑی ویلنٹائن ڈے ہے اور اسلامی ممالک میں بھی اس دن غیر شادی شدہ نوجوان طبقہ میں غیر معمولی جوش و خروش دیکھا گیا ہے حتیٰ کہ انگریزی اخبارات کے علاوہ اُردو کے اکثر اخبارات نے بھی اس روز ویلنٹائن ڈے کے فحاشی اور بے غیرتی پر مبنی فلسفے کو اجاگر کرنے میں خاصا کردار ادا کیا ہے اور جتنا بے حیائی کا اجتماعی مظاہرہ اس دن کیا جاتا ہے شاید مغرب سے درآمد شدہ بے حیائی کے تہواروں میں سے کوئی دن بھی اس سطح کو نہیں پہنچ سکا ہو گا اور سب سے بڑی اس گندگی کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شریف آدمی کی بہن یا بیٹی اس سے پوچھتی ہے کہ یہ ویلنٹائن ڈے کیا ہوتا ہے اور کیسے منایا جاتا ہے تو شاید وہ جواب دینے کی بجائے شرم سے گردن جھکا لے۔[9]

ویلنٹائن ڈے منانے کے مختلف انداز

14 فروری کو خواتین و حضرات ایک دوسرے سے محبت کے اظہار کے لئے یہ دن مناتے ہیں ضروری نہیں کہ جس سے محبت کا اظہار کرنا ہے اس سے شناسائی ہی ہو کوئی بھی شریف زادی ہو کسی بھی معزز خاندان کی عزت ہو اس دن اس سے محبت کے اظہار کی گویا اجازت مل جاتی ہے اور طریق کار یہ ہے کہ گلاب کے پھول کو ایک عشقیہ کارڈ کے ساتھ باندھ کر اپنے محبوب یا محبوبہ کی طرف بھیجا جاتا ہے اور یہ پھول والا کارڈ یا تو مرد خود ہی راہ چلتے ہوئے کسی دوشیزہ کو پکڑا دیتا ہے یا کوئی دوشیزہ بے باکی سے کسی مرد کو پکڑا دیتی ہے یا پھر پھول بیچنے کا کام پھول بیچنے والی کمپنیاں اضافی رقم لے کر کرتی ہیں کچھ لوگ صرف کارڈ بھیجنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں ان کارڈوں پر محبت کے اظہار کے لئے اشعار یا نثری عبارت درج ہوتی ہے مگر روایت کے مطابق تحریر کرنے اور کھانے والا یا والی اپنا نام درج نہیں کرتی البتہ تحریر میں کوئی ایسا اشارہ دے دیا جاتا ہے جس سے وصول کرنے والا اندازہ لگا لیتا ہے کہ اس کا چاہنے والا کون ہے اور اگر بھیجنے والے کے لئے وہ بھی ایسے ہی جذبات رکھتا ہے تو جواباً وہ بھی کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کرے گا یا کرے گی یوں اس طرح دونوں کے درمیان سے حجاب ختم ہو جائے گا حیا کا دامن چاک ہو جائے گا اور کھل کر بے حیائی کا کھیل کھیلنے کا سلسلہ چل نکلے گا یہ حقیقت مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے کہ یہ کھیل غیر شادی شدہ افراد کے مابین کھیلا جاتا ہے اس روز میاں بیوی بھی ایک دوسرے کے لئے اچھے جذبات کا اظہار کرتے ہیں مگر اصل میں عملی طور پر آج کل ویلنٹائن ڈے پر وہی لوگ ایک دوسرے سے ایسے جذبات کا اظہار کرتے ہیں جو ایک دوسرے سے رشتہ ازدواج میں تو منسلک نہیں ہوتے مگر تعلقات کے خواہاں ہوتے ہیں اور یہ بات تو مبنی بر حقیقت ہے کہ ہر کام کا معیار اس کے کرنے والوں سے پرکھا جاتا ہے شرفاء سے شریفانہ حرکات ہی عموماً سرزد ہوتی ہیں جبکہ گندے کردار کے مالک لوگ گندی چیزوں کو اپناتے ہیں اور دامن پر لگی گندگی کو چھپانے کی بجائے اس کے اظہار میں فخر بھی محسوس کرتے ہیں اگرچہ دونوں گروہوں میں ایک فرق اور امتیاز ہے لیکن بسا اوقات گندے جراثیم

پھولوں کی تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے منانے میں سب سے پیش پیش فلمی ستارے، بد اخلاق لوگ اور گویے ہیں اور اس کے بعد ان کی نقالی کرنے والے اسلامی مزاج سے نا آشناء لوگ پیش پیش ہوتے ہیں۔ جبکہ ہم جانتے بھی ہیں کہ ہمارے ہیروز فلمی ستارے اور کرکٹرز نہیں بلکہ صلاح الدین ایوبی اور محمود غزنوی جیسے لوگ ہیں اور ویلنٹائن ڈے پر ایک مخصوص فلمی طبقہ بے حیائی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اخبارات بھی اسے ایک نمونہ کے طور پر عوام کے سامنے رکھتے ہوئے بے حیائی کی اشاعت میں اپنا حصہ ڈال دیتے ہیں۔[10]

چند اداکاروں کے ویلنٹائن ڈے منانے کے مختلف انداز

اداکارہ صائمہ نے ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تجدید محبت کے دن کا آغاز اس دعا کے ساتھ کروں گی کہ میری محبت ہمیشہ قائم رہے پھر میں اپنے محبوب کو پھول ارسال کروں گی۔

اداکارہ خوشبو نے کہا میں نے بہت سے دوستوں کو پھول بجھوانے کا اہتمام کیا ہے سہ پہر کو چند قریبی دوستوں کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جاؤں گی اس سے مجھے راحت ملے گی۔

ادکار ارباز خان نے کہا کہ میں ویلنٹائن ڈے کو رومانوی انداز سے مناؤں گا اور اسی کو تحفہ بھیجوں گا جس سے پیار کرتا ہوں وہ کون ہے یہ ایک راز ہے ان شاء اللہ جلد ہی میں اس سے پردہ اٹھاؤں گا اور دنیا کو بتادوں گا کہ وہ کون ہے۔[11]

عوام کے ویلنٹائن ڈے منانے کے انداز

اس دن اخبارات پر مختصر دو یا تین سطری سینکڑوں خطوط شائع ہوئے جن میں کئی رنگ سے اپنے محبوبوں کو یاد کیا گیا ایسے روزنامے ہر شریف گھر میں بھی پہنچے اور اس طرح سے اخبارات نے اپنے مدوح مغرب کی بے حیائی کو گھر گھر پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا چند ایک ملاحظہ فرمایئے:

ثمینہ خان! جس طرح خوشبو کے بغیر پھول کچھ نہیں اسی طرح میں تمہارے بغیر کچھ نہیں آئی لو یو میم صاحب۔ (خرم آفتاب فیصل آباد)

روزینہ! وہ بہت خوبصورت دن تھا جب تم میرے دل میں آبسیں (ظفر علی لاہور)[12]

حقیقت میں یہ چند ایک دل جلوں کی تحریریں ہیں لیکن دراصل ایک اسلامی معاشرے کے منہ پر طمانچہ ہیں کہ جہاں غیر محرم سے نرم آواز میں بات کرنے کی بھی ممانعت ہو وہاں یوں سرعام اخبارات پر حیا کا دامن چاک کیا جائے اور یاد رکھئے طوفان کا آغاز بگولوں سے ہوا کرتا ہے سمندر میں اٹھنے والی تباہ کن موجیں پہلے چھوٹی لہروں سے جنم لیتی ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ خس و خاشاک کی رہین منت ہوتی ہے اسی طرح معاشرے کی بربادی کا آغاز چھوٹی چھوٹی اخلاق سوز حرکات سے ہوتا ہے یہ چھوٹے چھوٹے ویلنٹائن عشقیہ کارڈ ناجائز تعلقات کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اخلاق باختگی انہی سے جنم

لیتی ہے اور یوں عزتوں کے جنازے اٹھ جانے سے خاندانوں پر بے غیرتی کا ٹھپہ لگ جاتا ہے اور ان کارڈز کو بے باک محبت نہ سمجھیں یورپ میں بھی سب سے پہلے اس کارڈ کو محبت ہی سمجھا جاتا تھا اور آج وہاں محبت کا تصور و مفہوم بالکل بدل گیا بلکہ وہاں محبت کا لفظ در حقیقت جنسی تسکین اور آزادانہ اختلاط کا رنگ اختیار کر گیا ہے وہاں مرد و زن کی باہمی رضامندی جسموں کا ملاپ اور زناکاری محبت کہلاتی ہے آج ہم یورپ کی نقالی میں فخر محسوس کرتے ہیں تو کل کلاں محبت کا تصور بھی تبدیل ہو جائے گا اور یورپی تہذیب کی طرح ویلنٹائن کارڈ کے پردے میں عزتوں کی نیلامی ہوا کرے گی۔[13]

برتھ ڈے

برتھ ڈے کو جنم دن، سالگرہ اور یوم پیدائش بھی کہتے ہیں۔(14) جنم دن کو منانا مغربی سوچ کی ترجمانی ہے اس کی دلیل وہ برتھ ڈے گیت ہیں جو اکثر انگریزی زبان میں ہیں اور مغربی فکر کی ہی عکاسی کرتے ہیں۔ برتھ ڈے پر کیک کاٹنا اور میوزک کی دھنوں پر تالیاں بجاتے ہوئے Happy Birth Day To You کہنا اور پھر تحائف پیش کرنا اس دن کے خصوصی کام ہیں بڑے ہوٹلوں میں تو بے حیائی کے یہ مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ فیملی کے تمام لوگ خصوصاً عورتیں خوب بن ٹھن کے بے پردہ اس کام کو انجام دیتی ہیں۔ بعض لوگ اتنی فضول خرچی کرتے ہیں کہ عمر کے اعتبار سے اتنے ہی پونڈ کا کیک کاٹتے ہیں مثلاً بیس برس کی عمر ہے تو بیس پونڈ کا کیک کاٹیں گے۔ مہنگائی کے اس دور میں رسمِ سالگرہ نے مسائل میں اضافہ ہی کیا ہے۔ اس لیے بعض برادری اور خاندان میں ناک رکھنے کے لیے بھی فضول کام پر خطیر رقم خرچ کر دیتے ہیں۔ بڑے طبقہ کی دیکھا دیکھی متوسط اور غریب طبقہ کے لوگ بھی سال بہ سال اس پریشانی میں مبتلا دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کی دس ہزار ماہانہ انکم اور پانچ بچے ہیں تو اسے بارہ ماہ میں سے پانچ ماہ اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑیں گے اور اگر وہ اپنی اور بیوی کی سالگرہ کو بھی شامل کرے تو سات ماہ بن جائیں گے اور یہ ایک سادہ سی بات ہے کہ اضافی اخراجات بعض دفعہ دھیرے دھیرے چلنے والے گھریلو سسٹم کو درہم برہم کر دیتے ہیں اور کون نہیں جانتا کہ متوسط طبقات میں گھر کے معاشی نظام کا الٹ پلٹ جانا وہاں لڑائی جھگڑوں اور فسادوں کو جنم دیتا ہے۔(15)

نیو ایر نائیٹ

دنیا میں دو قسم کے کیلنڈر رائج ہیں ایک ہجری کیلنڈر اور دوسرا عیسوی کیلنڈر۔ عیسوی کیلنڈر اس وقت تمام دنیا میں، بشمول مسلم ممالک عملی طور پر نافذ ہے۔ مسلمانوں کا اصل کیلنڈر عیسوی نہیں ہجری ہے۔ ہجری کیلنڈر کا آغاز محرم الحرام سے اور اختتام ذی الحجہ کے مہینے میں ہوتا ہے جبکہ عیسوی کیلنڈر کا آغاز جنوری سے اور سال کا اختتام دسمبر میں ہوتا ہے۔ نیو ائیر نائٹ کا باقاعدہ آغاز انیسویں صدی میں "برطانوی نیوی" کے نوجوانوں کی طرف سے کیا گیا۔(16)

برطانیہ کی رائل نیوی کے نوجوانوں کی زندگی کا زیادہ حصہ بحری جہازوں میں گزرتا تھا۔ یہ لوگ سمندروں کے تھکا دینے والے سفر سے بیزار ہو جاتے تھے تو جہازوں کے اندر ہی اپنی دلچسپی کا سامان تیار کر لیتے۔ یہ لوگ تقریبات کے

مواقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ ایک دوسرے کی بیوی، بچوں کی سالگرہ، ویک اینڈ، ایسٹر، کرسمس کا اہتمام کرتے۔ انہیں تقریبات کے دوران کسی نے کہا کہ کیوں نہ ہم سب مل کے نئے سال کو خوش آمدید کہیں؟ یہ آئیڈیا انہیں اچھا لگا لہٰذا 31 دسمبر کو جہاز کا سارا عملہ اکٹھے ہوا اور جہاز کا حال روم سجا کر موسیقی کا انتظام کر کے ایک دوسرے کو نئے سال کی مبارکباد دی۔[17]

برٹش رائل نیوی (British Royal Navy) کے جہاز سے شروع ہونے والا یہ تہوار دوسرے جہازوں پر پہنچا۔ نیوی کے جہاز نیو ایئر نائٹ پر کسی قریب ترین ساحل پر رکتے، نائٹ مناتے، اور سفر پر روانہ ہو جاتے۔ اس وقت دنیا کے 192 ممالک میں نیو ایئر نائٹ منائی جاتی ہے۔ امریکہ نیویارک، برطانیہ، فرانس، اور جرمنی سمیت تمام عیسائی ممالک میں نیو ائیر کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔ جرمنی کے دارالحکومت برلن برائڈن برگ گیٹ پر دنیا کی سب سے بڑی تقریب منعقد ہوتی ہے۔[18]

ہیپی نیو ایئر جو عیسائیوں کی ایک رسم ہے، جو اب مسلمانوں میں بھی مقبول ہو چکی ہے، سردی میں بھی منچلے روڈ پر رقص کرتے نظر آتے ہیں آتش بازی ہوتی ہے، مختلف پوش علاقوں میں خوب رش ہوتا ہے، قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی خاموش تماشائی بنے نظر آتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم خوشی کس چیز کی منا رہے ہیں، اپنی زندگی کا ایک قیمتی سال کم ہونے کی؟ موت کا دن قریب آنے کی، بے حیائی، بے باکی کا عروج پر ہونا۔ بے ہودہ اور غیر اخلاقی پروگراموں کا انعقاد سرکاری سطح پر ہونا، ہر طرف ایک انجوائمنٹ کا سماں ہوتا ہے مگر یہ تہوار ہر لحاظ سے غیر شرعی ہے۔ اس کا ہماری ثقافت اور ہمارے معاشرے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ہماری اقدار کے بھی منافی ہے۔ ہمارا اصل سال تو محرم سے شروع ہونے والا ہجری سال ہے ہمیں نئے سال کا استقبال محرم الحرام کے آغاز پر کرنا چاہیے۔ محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جب کہ ذی الحجہ آخری مہینہ۔ دونوں ماہ حرام ہیں، یہ امن کے مہینے ہیں۔ ان میں لڑائی جھگڑا اور قتل غارت گری حرام کر دیے گئے ہیں۔[19] اسلام امن ہی امن ہے اور امن کا پیغام عام کرنے کی تاکید کرتا ہے اس طرح اسلامی سال کا آغاز بھی امن سے ہوتا ہے اور انجام بھی امن سے ہوتا ہے۔ ہمیں سمجھ لینا چاہیے ہمارے دین میں بدعتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ نئے سال کا تہوار منانا بت پرستوں کی شرکیہ رسم ہے اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں اللہ نے بے حیائی و فحاشی کو فروغ دینے سے منع فرمایا ہے جب کہ ہیپی نیو ایئر فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کا بڑا ذریعہ ہے یہ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت ہے جس سے ہمیں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»[20]

ترجمہ: ،، عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے"۔

31 دسمبر یعنی نیو ایئر نائٹ کے بارے میں عیسائیوں کے عجیب و غریب اعتقادات ہیں اور یہ تہوار خرافات سے بھرا ہوا ہے۔ ان کے اعتقادات میں یہ بھی شامل ہے کہ جو شخص اس رات نصف شب گزرنے کے بعد شراب کا آخری گلاس پیئے گا اس کے نصیب اچھے ہوں گے اور اگر وہ کنوارہ ہو تو اس رات بیدار رہنے والوں میں سب سے پہلے اس کی شادی ہوگی اور سال نو کے تہوار پر بغیر کسی تحفے کے کسی کے گھر میں داخل ہونا بہت منحوس شمار کیا جاتا ہے۔ سال نو کے دن گرد و غبار کی صفائی کرنے سے اچھے نصیب بھی ختم ہو جاتے ہیں اور اس دن برتن اور کپڑے دھونا بھی نحوست میں شمار کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ سال نو کے تہوار کی رات بھر آگ جلتی رہے اسے اچھے نصیب کی علامت شمار کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بہت سی بے ہودہ خرافات ہیں۔[21]

عیسائیوں کے مذہبی تہوار و رسوم

ایڈونٹ ADVENT

ایڈونٹ عبادت کے سال کا ایک تہوار ہے جس میں بہت سارے مسیحی گرجوں میں کرسمس اور یسوع مسیح کے دوبارہ پیدائش کے انتظار میں یہ تہوار منایا جاتا ہے اور کرسمس کی تیاری بھی کی جاتی ہے۔ ایڈونٹ شمسی سال سے شروع ہوتا ہے۔ ایڈونٹ یسوع مسیح کے دوبارہ پیدائش کے چالیس ایام کے انتظار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو مغرب کے لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔[22]

یہ اصطلاح لاطینی زبان "ایڈوینٹس" سے لی گئی ہے۔ گریک پروسیا کا ترجمہ کر کے نئے عہد نامے میں یہ اصطلاح حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا "ایڈونٹ" کا موسم عیسائی کلینڈر میں تین نقطہ نظر کو بیان کرتا ہے۔ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کے دلوں میں اب بھی حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد اور استقبال کے بارے میں خیالات پائے جاتے ہیں۔[23]

کیتھولک چرچ کے رومن رسم کے اور "اورتھاڈوکس" چرچ کے مغربی رسم کے مطابق کرسمس ایڈونٹ سے چار اتوار پہلے شروع ہوتا ہے۔ وہ اتوار سینٹ اینڈرئس یعنی 30 نومبر کے قریب ہوتا ہے۔ یہ 27 نومبر اور 3 دسمبر کے قریب ہوتا ہے۔ رومن رسم کے مطابق اگر کرسمس پیر کے دن ہو گا تو ایڈونٹ سنڈے بھی اس کے قریب کسی ممکن تاریخ کو ہو گا۔[24]

کیتھولک چرچ کی رسم کے مطابق کرسمس ایڈونٹ پہلے آنے والے چھٹے اتوار کو ہو گا۔ وہ اتوار "مورٹن ڈے" (11 نومبر) کے بعد آتا ہے۔[25]

ایڈونٹ کو منانے کے طریقوں میں ایڈونٹ کلینڈر کو رکھنا، آمد کی چادر کو روشن کرنا، دل سے عبادت کرنا، کرسمس درخت کو کھڑا کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ کرسمس کے دن کے لیے تیاریاں اور اس کی ترتیب شامل ہے۔ 7،8،9 جو کے ایک کسٹم ہے جس کو "گرین سرمنی" کے طور پر منایا جاتا ہے۔[26]

ایڈونٹ کے موقعے پر مشرقی عیسائی اس دن عقیدت کے طور پر روزہ رکھتے ہیں مشرقی عیسائی اس کو الگ طریقے سے مناتے ہیں اس کے بر عکس مغربی عیسائی اسے نہیں مناتے اور نا اس دن روزہ رکھتے ہیں۔[27]

تاریخ

یہ معلوم نہیں ہے کہ کرسمس جس کو "ایڈوٹ بیگن" کہا جاتا ہے کب اس کی تیاریوں کا دور شروع ہوا۔ "نویلٹی" جس کو "کونسل ٹوس" نے 576 میں متعارف کروایا تھا جس کا مقصد عیسائیوں سے کرسمس تک دسمبر کے مہینے میں روزہ رکھوانا تھا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایڈونٹ کے کسی بھی حصے کی تفصیل کے متعلق اعتماد کے ساتھ بحث کی جائے۔[28]

ایڈونٹ سے منسلک روزہ کا دور بھی ہے اس دن عیسائی روزہ رکھتے ہیں ایڈونٹ کے دن روزے کو "نیٹویٹی فاسٹ" یا دسمبر کا روزہ کہا جاتا ہے۔ عیسائی ہر دسمبر میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں اور تمام عیسائی اس دن کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ سینٹ گریگورے ٹورس کے مطابق ایڈونٹ منانے کی تیاریوں کا دور پچاسویں صدی کو شروع ہوا۔ "بیشوپ پرپیٹس" 11 نومبر کو سینٹ مارٹن کی دعوت سے شروع ہوا۔ جس کے تحت ہر ہفتے میں ایک روزہ تین دفعہ رکھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے ایڈونٹ کو "لینت آف سینٹ مارٹن" بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن تیاریوں اور روزہ رکھنے کا یہ عمل اور طریقہ چھٹی صدی تک diocese of tours تک محدود رہا۔[29]

جب "موکن کونسل" 581 میں قائم ہوا تو اس نے بھی سینٹ گریگورے ٹورس کی طرح ہفتے میں تین دن روزہ رکھنے کا عمل جاری رکھا۔ اس عمل کے تحت سارہ فرانس کرسمس کے موقعے پر ہفتے میں تین دن روزہ رکھتے تھے اس میں سے کچھ لوگ کرسمس کے موقعے پر ہر روز روزہ رکھتے تھے۔ چھٹی صدی میں گریگورے کے ماتحت لوگ چار ہفتے ایڈونٹ منانے میں اور اس کی تیاریوں میں گزارتے تھے۔ اس موقعے پر یہ لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے۔

نویں صدی میں "چارلیمگن" کی لکھی ہوئی کتاب اس بات کی دلیل ہے کہ اب گریگورے کے ماتحت لوگ ایڈونٹ ک موقعے پر روزہ رکھتے ہیں۔ ہمیں عیسائیوں کی بعض کتابوں سے یہ شواہد ملے ہیں کے تیرہ صدی میں ایڈونٹ کے موقعے پر عیسائی لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے ۔ ڈرانڈ آف میڈے کی تحقیق کے مطابق یہ معلوم ہوا کہ اب عیسائی ایڈونٹ کے موقعے پر روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن سینٹ لوئیس کے مطابق یہ روزہ رکھنا صرف سینٹ اینڈرو تک محدود رہا۔ 1362ء میں پوپ عربن نے عیسائی لوگوں سے ایڈونٹ کے موقعے پر یہ روزہ زبردستی رکھوایا۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ

گریکس میں روزہ رکھنے کی کوئی تمنا یا بے قراری نہیں تھی۔ یہ لوگ دسمبر میں 15 یا 16 تاریخ کو روزہ رکھ لیتے تھے لیکن یہ بھی ان کی مستقل عادت نہیں تھی۔ اس بحث سے یہ معلوم ہوا کے عیسائی اس موقعے پر اپنی مرضی کے مالک تھے۔[30]

کچھ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دوسری موکن کونسل تک ایڈونٹ کے موقعے پر عیسائی جو روزہ رکھتے تھے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی لیکن 1963 میں اس روزہ رکھنے کے اس عمل میں تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوئی جس کے تحت "سپرٹ آف لینت" کہ ایڈونٹ سے مختلف دکھایا گیا۔ اس تبدیلی کے تحت ایڈونٹ کے موقعے پر روزہ رکھنے کو اس کی دوسری آمد میں ایک وعدے کے طور پر متعارف کروایا گیا نہ کہ ایک اُمید کے طور پر۔ عیسائیوں کی کتابوں میں اور ایڈونٹ

کی پڑھائی کے تحت عیسائی لوگوں کو دوسری آمد کے بارے میں پڑھایا جاتا اور اس کی تیاری کروائی جاتی تھی۔[31]

ایڈونٹ کے لیے مغربی عیسائیوں نے مٹیالا رنگ کو پسند کیا کہ اس دن سارے عیسائی اس رنگ کا لباس زیب تن کرینگے لیکن تیسرے پوپ نے کالے رنگ کو ترجیح دی لیکن دیورنڈس آف سینٹ نے والٹ رنگ کو کالے پر زیادہ ترجیح دی۔ لیکن تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ ان کی بعض مذہبی کتابوں میں ایڈونٹ کے موقعے کے لیے نیلے اور جامنی رنگ کو پسند کیا گیا۔ موجودہ دور میں جامنی اور نیلے دونوں رنگ کا استعمال اس موقعے پر ہوتا ہے۔[32]

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں کی عبادت گاہوں کے باہر جامنی اور کالے رنگ کے کپڑے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے آنے کی اُمید کی علامت ہے۔ یہ لوگ اب بھی اس موقعے پر ان دو رنگوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اس دور کے عیسائی جو جامنی رنگ کے حامی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جامنی رنگ پختگی کی علامت ہے جبکہ کیتھولک چرچ کے حامی والٹ رنگ کو ہی ایڈونٹ کے موقعے پر استعمال کرتے ہیں۔ اب لاطینی کیتھولک میں نیلا رنگ ایڈونٹ کے موقعے پر استعمال نہیں ہوتا۔[33]

لاطینی کیتھولک یہ سمجھتے ہیں کہ ایڈونٹ کے موقعے پر نیلے رنگ کے پہننے کا اس دن حضرت عیسیٰؑ کی آمد کی خوشی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب بھی عیسائی ایڈونٹ اور اس کے علاوہ اور خاص مواقع پر سوائے اتوار کے دن کے سفید رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں ہے کہ ایڈونٹ کے تیسرے اتوار (گیوڈیٹ سن ڈے) کو گلاب کے پھول استعمال ہوتے ہیں جبکہ اس کے برعکس لیوٹرے سن ڈے میں چھوتھے اتوار کو گلاب کے پھول استعمال ہوتے ہیں۔

ایڈونٹ کے تیسرے اتوار کو مغربی عیسائیت میں گلاب رنگ کی موم بتی خوشی کی نشانی کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ عیسائی دسمبر میں روزے کے موقعے پر مشرقی عیسائی سُرخ رنگ کے لباس کا استعمال کرتے ہیں اگر سُرخ رنگ کا لباس نا ہو تو سُنہری رنگ بھی استعمال کرتے ہیں۔[34]

موسیقی

عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں ہیں کہ بہت سے چرچ موسیقی کی تقریب مناتے ہیں ان تقریبات میں خاص تہوار والے گیت گائے جاتے ہیں۔ 17 دسمبر سے 24 دسمبر تک لیٹ ایڈونٹ کو ایک خاص گانا گایا جاتا ہے۔ ایڈونٹ کے موقعے پر "گلوریا آف ماس" کو ہٹی جاتا ہے تاکہ کرسمس کے دن جو مذہبی گانے گائے جاتا ہیں عیسائیوں پر اس کا اثر ہو۔[35]

روزہ

بیشوپ جو کہ 490 کو مرا اس نے عیسائیوں پر لازم کیا تھا کے ہفتے میں تین دن روزہ رکھیں گے۔ اس کے بعد "لوکل کونسل" نے ہفتے میں سارے دن روزہ رکھنے کا حکم جاری کیا سوائے ہفتے اور اتوار کے دن کے۔ یہ 56 دن کا دورانیہ ہوتا تھا۔ عیسائیوں میں بعض عیسائی چالیس دن روزہ رکھتے تھے۔ اب موجودہ دور میں اس کو ایڈونٹ کے روزے کا نام دیا گیا۔[36]

عوام کے حقوق

انگلینڈ کے بعض مملک میں یہ رواج ہوتا ہے جس میں غریب عورتوں کو جیجبس اور عزت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ اس دن غریب عیسائی لوگوں کی مالی مدد کی جاتی ہے۔ اور جو عورتیں حضرت عیسیٰؑ کی دوسری آمد سے محروم ہیں ان کو بد قسمت سمجھا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر کسان کے بچوں کو آگ جلا کر ہاتھوں میں پکڑا دیتے ہیں اور کھیتوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے وہ کھیتوں میں تنکوں کو آگ لگاتے ہیں تاکہ کھیتوں کو کیڑوں سے بچایا جا سکے۔ ایڈونٹ کی خوشیوں کے ساتھ ایڈونٹ کے آخری دنوں میں چرچ کے سامنے جیجبس اور مدر آف جیجبس کے لیے گانے گاتے ہیں اور بیت للحم میں جیجبس کو عقیدت کا نظرانہ پیش کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایڈونٹ کے موقعے پر اکثر چرچ کے باہر ارد گرد عیسائیوں نے ایڈونٹ کلینڈر، ایڈونٹ کی موم بتیاں پکڑی ہوتی ہے جس میں کلینڈر کو ایک گروہ کھولے ہوئے ہوتا ہے اور ایک گروہ نے موم بتیاں جلائی ہوتی ہیں۔ بہت سارے ممالک ایڈونٹ کو کرسمس کے شروع کے دنوں میں مناتے ہیں اور کرسمس کی تیاریاں اور کرسمس کے درخت کو جلدی ایڈونٹ کے پہلے نویں ہفتے میں شروع کر لیتے ہیں۔ 2011 میں اس کو 2500 ٹی لائٹس پر مشتمل ایڈونٹ کے تیسرے ہفتے میں منایا گیا۔[37]

ایڈونٹ چادر

سولہویں صدی میں ایڈونٹ چادر کا نظریہ جرمن لوٹرنس سے لیا گیا ہے۔ اب تیسری صدی میں جدید آمد کی چادر نے اس کی شکل لے لی۔ جدید چادر 1839 سے کچھ عیسائی پادریوں نے اس کو تشکیل دیا۔ جس میں لکڑی کا ایک گول

دائرہ بنایا گیا اور اس کے گرد چار سفید موم بتیاں رکھی گئیں۔ ہر صبح چوتھی موم بتی جلائی جاتی اور ہر اتوار بڑی موم بتیاں جلائی جاتی تھیں اب رسم کے طور پر بڑی موم بتیاں جلائی جاتی ہیں۔ اب ایڈونٹ چادر کو میز پر چار موم بتیوں یا بغیر موم بتیوں کے گھر سے باہر خوش آمدید کے طور پر رکھا جاتا ہے۔ عیسائی ایڈونٹ چادر میں تین مٹیالے رنگ، یا جامنی رنگ اور ایک گلابی رنگ کی موم بتیاں تیسرے اتوار کو سجاتے ہیں۔ کچھ لوگ پانچویں موم بتی چادر کے درمیان میں سجاتے ہیں۔

عیسائی لوگوں کی سوچ کے مطابق پہلی موم بتی معافی کے طور پر، دوسری ابراہیمؑ کے ایمان کی نشانی کے طور پر، تیسری ڈیوڈ کی خوشی کے طور پر اور خدا سے تعلق کے طور پر اور چوتھی اور آخری پیغمبروں کی تعلیمات کی نشانی کے طور پر جلائی جاتی ہے۔ یہ چار موم بتیاں انسانی تخلیق، اوتار، گناہوں سے رہائی اور قیامت کی نشانیوں کو ظاہر کرتی ہیں۔

ایڈونٹ کا پہلا ہفتہ حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کے بارے میں ہوتا ہے۔ دوسرا ہفتہ گوسپل کی پڑھائی جوہن کی تبلیغ کی دہرائی کا، تیسرا ہفتہ دوبرا جوہن باپٹسٹ کی تبلیغ کا ہوتا ہے اور چوتھے ہفتے میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ اور اس میں باقی تہذیبوں کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ عام عبادتوں کی کتابوں میں گلاب کی موم بتی کو جو ئیر شیپرڈ کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک مرحلے کو جسے "سڑپ اپ" کہا جاتا ہے آخری اتوار کی تیاری کے لیے رکھا گیا ہے۔

چوتھی موم بتی کو "اینجل" کہا جاتا ہے اور پانچویں موم بتی کو "کریسٹ" کہا جاتا ہے جو کرسمس کے موقعے پر جلائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ پیغمبر کی موم بتی اُمید کی نشانی ہے، بیت اللحم موم بتی ایمان کی نشانی ہے، شیپرڈ موم بتی خوشی اور لطف کی نشانی ہے، اور اینجل موم بتی امن کی نشانی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ پہلی موم بتی پختہ یقین، دوسری اُمید، تیسری لطف اور چوتھی موم بتی محبت کی علامت ہے۔ بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ پہلی موم بتی ایمان، دوسری تیاری، تیسری لطف اور چوتھی موم بتی محبت کی نشانی ہے۔[38]

کرسمس

کرسمس، متعدد روایات کے مطابق یسوع مسیح کی پیدائش سے صدیوں پہلے سے منایا جارہا ہے۔ کرسمس کے 12 دن آگ روشن کی جاتی تھی، جلانے کی لکڑی تحفے میں دینے کا رواج عام تھا۔ ترانہ کرسمس بھی گھر گھر گایا جاتا تھا۔ مقدس دن کے میلوں اور چرچ کے جلوسوں کو ابتدائی طور پر میسوپوٹامینز سے جوڑا جاسکتا ہے جو کرسمس مناتے تھے۔ میسوپوٹامینز کئی خداؤں پر یقین رکھتے تھے، ان کا چیف گارڈ یعنی سردار خدا ہوتا تھا جو مدارک کہلاتا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مدارک بد نظمی کی عفریت سے جنگ کرتا ہے اور اس جدوجہد میں مدارک اور اس کا ساتھ دینے کے لیے میسوپوٹامینز نئے سال کی تقریبات کا انعقاد ہر سال موسم سرما میں منایا کرتے تھے۔ "زگ موک" نامی یہ تہوار جو نئے سال کی آمد کی خوشی میں 12 دن پہلے منایا جاتا تھا اب کرسمس کے نام سے منایا جاتا ہے۔[39]

رومن اپنے خدا "سیٹرن" کا جشن مناتے تھے۔ ان کا تہوار "یشوریلیا" کہلاتا اور یہ دسمبر کے وسط سے شروع ہو کر یکم جنوری تک جاری رہتا۔ مختلف بہروپ بدل کر گلیوں میں گھومنا، دوستوں سے ملاقات اور تحائف کے تبادلے اس تہوار میں شامل تھے۔ رومن اپنے گھروں کو سرسبز درختوں سے سجاتے جن میں موم بتیاں روشن کی جاتی تھیں۔ آقا و غلام اپنی جگہ تبدیل کرتے تھے جو یشوریلیا رومیوں کے لیے ایک تفریح ہوا کرتی تھی لیکن مسیحی اس تہوار کو تفریح سمجھ کر نہیں مناتے تھے۔ جیسے جیسے مسیحیت پھیلتی گئی ان کی تقریبات میں بھی رومیوں کی طرح رسمیں فروغ پانے لگیں۔ پہلے تو چرچ نے اس قسم کی تقریبات کو منانے سے منع کیا لیکن چرچ کی ہدایت لاحاصل رہی اور بالآخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ تہوار خدا کے بیٹے کے تہوار کی حیثیت سے منائے جائیں گے۔ 25 دسمبر کی تاریخ نا صرف رومیوں کے لیے مقدس تھی بلکہ فارسیوں کے لیے بھی جن کا مذہب اس وقت مسیحیت کا اہم حریف تھا۔ آخر کار چرچ نے رومیوں کے جشن روشنیوں اور تحائف کو تقریبات کرسمس میں شامل کر لیا۔ یسوع جنہیں مسیحی خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، کی تاریخِ پیدائش صحیح طور پر کسی کو بھی معلوم نہیں۔ روایات سے یہ بات اخذ کی جاتی ہے کہ یہ یسوع مسیح کی پیدائش کا جشن 98ء سے منایا جاتا ہے۔ 137ء میں روم کے بشپ نے حکم دیا تھا کہ یسوع مسیح کی سالگرہ کو بطور مذہبی رسم منایا جائے گا۔ 350ء میں ایک بشپ نے 25 دسمبر کو کرسمس کے دن کے لیے منتخب کر لیا۔[40]

کرسمس دو الفاظ یعنی CHRIST اور MASS کا مجموعہ ہے۔ کرائٹ کے معنی مسیح اور ماس کے معنی عبادت اس طرح کرسمس کے معنی مسیح کے یومِ ولادت کی عبادت بنتے ہیں۔[41] دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا اور منایا جاتا ہے اسے "یول ڈے" "نیٹوئی" اور "نوائل" جیسے چند معروف ناموں سے منایا جاتا ہے جب کہ یورپ کے وسیع علاقوں میں اسے "ولادتِ مسیح کا دن" کہا جاتا ہے۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مسیحی 25 دسمبر کو کرسمس کے تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔[42]

کرسمس ڈے عیسائیوں کا تہوار ہے۔ فادر عمانوائیل نے کہا ہے کہ:

"کرسمس اور گیت یہ دو ایسے عناصر ہیں جن کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا گیت باطنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور کرسمس کا موسم یعنی یسوع مسیح کا ہماری اس دنیا میں آنا ہماری خوشیوں اور مسرتوں کا محور ہوتا ہے کہ فطرت کی ہر شے یسوع مسیح کو خوش آمدید کہہ رہی ہو عموماً چوبیس دسمبر کی رات کو جب ریکارڈ کئے ہوئے گیت مائیک کے ذریعے ہوا میں بکھرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرشتے ہماری اس دھرتی پر آن اُتر ے ہوں اور ہر طرف مسرت کے شادیانے بج رہے ہوں۔ گیت در حقیقت کرسمس کی خوشیوں کو چار چاند لگاتے ہیں۔ کرسمس کے حوالے سے بہت سے مسیحی شعراء نے گیت لکھے ہیں جو کلیساء میں بہت مقبول ہیں ان گیتوں میں شعراء نے یسوع مسیح کی پیدائش کے ماحول اور تمام واقعات کو بیان کرنے کی سعی کی ہے"۔[43]

کرسمس ٹری

تاریخ کے مطابق یہ ظاہر ہوا صنوبر (اولڈ بولٹک سمندری پیری شہروں کے ساتھ ساتھ جرمنی میں) یعنی درخت کو سجانے کی روایت 16 ویں صدی کے آغاز میں مشہور ہوئی۔ 1840ء کے آغاز میں پرنس البرٹ (ملکہ وکٹوریہ کے خاوند) جو جرمن تھے۔ ونڈسر کیسل انگلینڈ میں یہ رواج انہی کی وجہ سے متعارف ہوا۔[44]

سانتاکلاز

سانتاکلاز کی داستان چوتھی صدی میں میسرا کے بشپ نکوس نامی شخص نے شروع کی۔ وہ ایشیا فیر (ترکی) کے رہنے والے تھے اور اپنی انسانی ہمدری، سخاوت اور رحمدلی کے ناطے مشہور تھے۔ وہ ایک امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام دولت غریبوں میں تقسیم کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ نکوس نے ایک غریب آدمی کی تین بیٹیوں کی زندگیاں مصیبتوں سے بچائیں۔ اس نے تین الگ الگ موقعوں پر سونے سے بھرے بیگ ان کے گھر کی کھڑکی سے پھینکے۔ اس طرح ہر بیٹی کے لئے جہیز مہیا ہوا۔

مقدس کے خیال سے اس داستان کی شروعات آدھی رات کو تحفے دینے سے ہوئی اور پوری دنیا میں بہت سی قوموں نے اس تحفہ دینے والے دوست کو اپنی روایت میں ڈھال لیا۔ امریکہ میں آہستہ آہستہ دبلے پتلے مقدس نکوس کا تصور موٹے خوش اخلاق دوست میں تبدیل ہو گیا۔ پہلے واشنگٹن سپریگ نے بتایا کہ نیویارک کی تاریخ میں بہت ہنس مکھ اور خوش اخلاق ڈچ نیدرلینڈ سے آئے ہوئے) بوڑھے آدمی تھے۔ اور پھر 1823ء میں ہیڈن سنڈیلوم نے ایک مشروب کے اشتہار کے لئے ایک سلسلہ بنایا اس نے سانتا کو گھنی داڑھی، جھریوں والی آنکھیں اور نمایاں گھنگھریالے بالوں میں پیش کیا۔ یہ تھے وہ اشتہارات جن کی وجہ سے مقدس ہنس مکھ، شریر بونا اور رحمدل بوڑھے کو شہرت ملی۔[45]

کرسمس کارڈ

کرسمس ڈے کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے سے ہمیں جو سب سے بڑا تحفہ عنایت کیا گیا ہے وہ عید کارڈ ہے جو ہو بہو کرسمس کارڈ کی کاپی ہے کہ یہ عیسائیوں سے ایک ملی جلی مشابہت ہے اور اس مشابہت کو عام کرنے کے لئے ہر ممکن ذرائع ابلاغ سے بھی مددلی جارہی ہے جیسا کہ 8 دسمبر 2002 کو ایک اخبار کے رنگین صفحہ پر مضمون شائع ہوا "عید مبارک اور انٹرنیٹ" اس میں پاکستانی بھائیوں کی خوشی میں اضافہ کے لئے مرقوم تھا:

> "آج سے کچھ عرصہ قبل مبارک باد کے لیے طبع شدہ کارڈ استعمال کیے جاتے تھے اور کارڈ پرنٹ کرنے والوں کا کام ان دنوں عروج پر ہوتا تھا۔ شہر میں جابجا کارڈوں کے سٹال نظر آتے تھے جن پر خریداروں کا ہجوم ہوتا تھا لیکن جب سے انٹرنیٹ کے ذریعے میلنگ کا کام شروع ہوا ہے تب سے مبارک باد بھیجنے کے لئے بھی ایک نیا میڈیم استعمال ہونا شروع ہو گیا ہے۔ یہ میڈیم انٹرنیٹ ویب سائٹس ہیں"۔[46]

لِنٹ

لِنٹ کی مدت 40 ہے جو عیسائی کیلنڈر میں ایسٹر سے پہلے آتا ہے۔ ایش بدھ کے روز سے شروع ہوتا ہے۔ لِنٹ ایسٹر کی تقریبات سے قبل اس کی تیاری کا تہوار ہے۔ لِنٹ کے 40 دِنوں میں عیسائی یسوع مسیح کے چالیس دِنوں کی قربانی اور صحرا میں رہائش کی نقل کرتے ہیں۔ لِنٹ روزے اور کھانے کی تقریبات کی علامت ہے۔[47]

ایسٹر

عیسائی یہ دن مسیح کے مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں 21 مارچ کو مناتے ہیں۔[48] بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پانے کے تیسرے دن مورخہ 21 مارچ بروز اتوار دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ اس احیائے ثانیہ کی خوشی میں عیسائی دُنیا 21 مارچ یا اس کے بعد آنے والے پہلے اتوار کو ایسٹر کا تہوار مناتے ہیں۔

مشرقی اور مغربی کلیساؤں میں ایسٹر کی تاریخ کے بارے میں اکثر اختلافات رہا ہے۔ مشرقی ممالک کی عیسائی دُنیا یہودیوں کی تقلید میں عید الفصح مناتے تھے۔ یہ وہی تاریخ تھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تھے اور اسی دن فرعون سے بنی اسرائیل کو نجات ملی تھی مگر مغربی ممالک کی کلیسائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مر کر دوبارہ جی اُٹھنے والے دن یعنی اتوار کو ایسٹر مناتی تھیں۔ علاوہ ازیں بہت سی کلیسائیں 25 مئی کو ایسٹر کا تہوار مناتی تھیں۔ آخر کار بنکیا کی کونسل منعقدہ 325ء میں فیصلہ ہوا کہ پاسکا کی عید یعنی ایسٹر 21 مارچ کے بعد پورے چاند کے وقت بروزِ اتوار منائی جائے۔[49]

21 مارچ کا دن بھی ایرانیوں کی عید نوروز کا دن تھا۔ 21 مارچ ہندوؤں نے بسنت کا دن ٹھہرایا اور اسی طرح مصر اور آئرلینڈ والوں کے ہاں موسمِ بہار کی دیوی آسٹر کی پرستش کا دن تھا۔ نام بدل کی ایسٹر بنالیا گیا اور اسے اپنالیا گیا۔[50]

گڈ فرائیڈے

مقدس جمعہ کو ایسٹر کا جمعہ بھی کہتا جاتا ہے۔ اس جمعہ کے دن یسوع المسیح کو صلیب دی گئی تھی اور اس مقدس جمعہ کے دن عیسائی یسوع المسیح کی صلیب پر موت کو یاد کرتے ہیں اور گرجاگھروں میں اپنی نجات اور یسوع المسیح کی صلیب پر موت کو یاد کر کے دکھ کرتے ہیں، کیونکہ اُنھوں نے عیسائیوں کے گناہوں کی خاطر صلیب پر جان دی۔ لیکن انجیل عیسائیوں کو کبھی بھی اس دن کو یسوع المسیح کی موت کو یاد کرنے کے لیے مخصوص نہیں کرتی۔ انجیل نے عیسائیوں کو ان معاملات میں مکمل آزادی بخشی ہے۔

> ” کوئی تو ایک دن کو دوسرے سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر جانتا ہے۔ ہر کوئی اپنے دل میں پورا اعتقاد رکھے “۔ (51)

یسوع المسیح کی موت کو یاد کرنے کا کوئی مخصوص دن نہیں رکھا گیا۔ گرجاگھروں میں شکر گزاری کی دعا کرکے، خدا کی موت اور خدا کی صلیب پر جان دینے والے منظر کو یاد کرکے، خدا کی ثناء گاکر اور خدا کی صلیبی موت پر پیغام دے کر اس مُقدّس جمعہ کو منایا جاتا ہے۔

عیسائی اس مُقدّس جمعہ کو گڈ فرائیڈے کیوں کہتے ہیں جب کہ یہودیوں اور رومیوں نے جو خداوند یسوع المسیح کے ساتھ کیا وہ بالکل بھی اچھا نہیں تھا، وہ سب دُکھ جو اُنہوں نے سہے انجیل مُقدّس میں متی کی انجیل اس کے 26 اور 27 باب میں دیکھ سکتے ہیں۔ جبکہ خداوند یسوع المسیح کی موت کے بہت اچھے نتائج سامنے آئے اور اُن کی صلیب کی موت نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق اور اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے مطابق سب برداشت کریں گے اور اُن کے ہلاک ہونے سے عیسائیوں کے نظریے کے مطابق وہ سب زندگیاں پائیں گے شاید اسی وجہ سے اس مُقدّس جمعہ کو گڈ فرائیڈے کہتے ہیں۔

"لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار تھے تو مسیح نے ہماری خاطر جان دی"۔ (52)

"اس لیے مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لیے گناہوں کے باعث ایک بار دکھ اٹھایا تاکہ ہم کو خدا کے پاس پہنچائے۔ وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن روح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا"۔ (53)

"خدا نے ہمارے گناہوں کی خاطر اپنا اکلوتا بیٹا قربان کیا خداوند یسوع المسیح ہمارے لیے ہماری وجہ سے مصلوب کیے گئے۔ جسمانی موت مرے اور روحانی طور پر زندہ کیے گئے۔ وہ آج بھی زندہ ہیں اور ہم سب کے درمیان ہیں"۔ (54)

بپتسمہ

بپتسمہ کو اَصطباغ[55] بھی کہتے ہیں۔ یہ عیسائیت کی پہلی رسم ہے۔ یہ ایک غسل ہے جو دائرۂ عیسائیت میں داخل ہونے والے کو دیا جاتا ہے۔ اس کے بغیر عیسائیت قبول کرنے والا شخص عیسائی نہیں ہو سکتا۔ اس رسم کی پشت پر عقیدۂ کفارہ[56] کار فرما ہے۔[57]

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ بپتسمہ لینے سے انسان یسوع مسیح کے واسطے سے ایک بار مر کر حیاتِ ثانیہ پاتا ہے۔ موت کے ذریعے اسے "اصل گناہ" کی سزا ملتی ہے اور حیاتِ نو سے اسے آزاد قوت ارادی حاصل ہوتی ہے۔[58]

یورشلم کے مشہور عالم سائرل نے اس رسم کو بجالانے کا طریقہ لکھا ہے کہ

"بپتسمہ لینے والے کو بپتسمہ کے کمرے میں اس طرح لٹا دیا جاتا ہے کہ اس کا منہ مغرب کی طرف ہو پھر بپتسمہ لینے والا اپنے ہاتھ مغرب کی طرف پھیلا کر کہتا ہے کہ "اے شیطان میں تجھ سے اور تیرے ہر عمل سے دست بردار ہوتا ہوں"۔

پھر وہ مشرق کی طرف منہ کر کے زبان سے عیسائی عقائد کا اعلان کرتا ہے اس کے بعد اسے ایک اندرونی کمرے میں لے جایا جاتا ہے کہ جہاں اس کے تمام کپڑے اُتار دیئے جاتے ہیں اور سر سے پاؤں تک ایک دَم کیے ہوئے تیل سے اس کی مالش کی جاتی ہے اس کے بعد اسے بپتسمہ کے حوض میں ڈال دیا جاتا ہے۔

اس موقعہ پر عیسائیت کے اندر داخل ہونے والے سے تین سوال دریافت کیے جاتے ہیں کہ کیا وہ باپ، بیٹے اور روح القدس پر مقررہ تفصیلات کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ ہر سوال کے جواب میں وہ کہتا ہے کہ "ہاں میں ایمان رکھتا ہوں۔" اس سوال کے جواب کے بعد اسے حوض سے باہر نکال لیا جاتا ہے اور اس کی پیشانی، کان، ناک اور سینے پر دَم کیے تیل پر دوبارہ مالش کی جاتی ہے۔ پھر اس کو سفید کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ بپتسمہ لینے والا تمام گناہوں کی آلائشوں سے پاک صاف ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بپتسمہ پانے والوں کا جلوس ایک ساتھ کلیسا میں داخل ہوتا ہے اور پہلی بار عشائے ربانی[59] کی رسم میں شریک ہوتا ہے"۔[60]

رسمِ توثیق

اس رسم سے متعلق تمام تر بنیادی مصادر کو چاٹا گیا اور نیٹ پر بھی سرچ کیا گیا لیکن کچھ مواد نہیں مِلا اس وجہ سے اس رسم پر بحث محققہ کے نزدیک لاحاصل ہے۔

جنازہ کی تدفین

عیسائیت، یہودیت اور اسلام سمیت بہت سے مذاہب ایسے ہیں جن میں مردوں کی آخری آرام گاہ قبر کو تصور کیا جاتا ہے۔ اپنے مردوں کو مذہبی تعلیمات و مخصوص ثقافت کے مطابق نہلا دھلا کر کفن (ہر ثقافت میں اس کا رنگ اور انداز جدا ہوتا ہے) میں لپیٹ کر زمین میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا جاتا ہے۔

عیسائیت میں ایک رسم کے مطابق دوست احباب میت کے پاس رات بھر جاگتے ہیں اور مناجات وغیرہ پڑھی جاتی ہیں۔ میت کو بہترین (بالعموم نیا) لباس پہنا کر تابوت میں لٹا دیا جاتا ہے اس کے سینے پر عموماً صلیب یا اور کوئی مقدس نشانی رکھ کر آخری دیدار کرواتے ہیں نیز اس موقع پر خیرات اور احباب میں کھانے پینے کی اشیا اور روپے وغیرہ بھی تقسیم کیے جاتے ہیں۔ آخر میں مردے کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے۔ عیسائیت کے کچھ فرقوں میں مردے کو جلانے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔[61]

یہودیت میں جلانے کی سختی سے ممانعت ہے۔ یہاں مردے کی سفر آخرت کی تیاری کے لیے اس خدمت پر مامور مخصوص افراد ہوتے ہیں جنہیں چیورا کادشا(Chevra Kadisha) کہا جاتا ہے جبکہ مردے کو نہلانا و تجہیز و تکفین کا عمل طہارہ کہلاتا ہے۔ مردے کو اچھی طرح سے نہلا کر اس کی پاکی کے لیے دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور اسے سفید کفن ہلبشا (Halbasha) میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔ لکڑی (بالخصوص صنوبر) کے صندوق میں مردے کو رکھ کر اس کی تدفین کی جاتی ہے۔ یہ مخصوص صندوق اس طریقے پر تیار کیے جاتے ہیں کہ ان میں دھات استعمال نہ کی جائے، میخوں کے طور پر بھی دھات استعمال نہیں کی جاتی۔ یہودیت میں تدفین میں جلدی کی جاتی ہے۔ مجبوری کی صورت میں بھی بہتر گھنٹوں کے اندر تدفین کا عمل مکمل کر لیا جاتا ہے۔[62]

عیسائی جنازے کی رسم میں، اس کے اسٹیج کا مقصد یہ ہے کہ نہ صرف اس کے سب سے زیادہ براہ راست سوگوار (شوہر، ماں، بچے) درد کا اظہار کریں، بلکہ اس کی منصوبہ بندی بھی کی گئی ہے تاکہ کمیونٹی اس سرگرمی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے اور اس میں شامل ہو۔ پوری رسم کا دارومدار اس مذہبی عقیدے پر ہوگا جس کا دعویٰ متوفی نے کیا ہے اور جس کو خاندان اپنے مذہبی عقائد کے مطابق قابل عمل سمجھتا ہے۔

اسلام میں مردے کو خصوصی احترام حاصل ہے۔ مردے کو نہلا دھلا کر سفید کفن میں لپیٹا جاتا ہے۔ مرد کا کفن تین کپڑوں (بڑی چادر، چھوٹی چادر اور کفنی یا کُرتا) میں جبکہ عورت کا پانچ کپڑوں (بڑی چادر، چھوٹی چادر، کفنی یا کرتا، سینہ بند اور اوڑھنی) میں مسنون ہے۔ کفن سفید رنگ کا اور ان سلا ہوتا ہے۔ جبکہ شہید (جو ملک و قوم کی خدمت نیز مذہب کی راہ میں مارے جائیں) کو اس کے اپنے لباس میں بنا غسل دفن کر دیا جاتا ہے۔ دفن میں جلدی اختیار کی جاتی ہے، دفن سے پہلے گریہ وزاری جبکہ دفن کے بعد رشتے داروں کو کھانا کھلانا بھی ثقافت کا حصہ ہے۔[63]

تبصرہ

مسیحیت کے دائرہ کار میں، خدا باپ میں ایمان کی نشوونما کے ساتھ منسلک طریقوں کے مجموعے اور دیگر شخصیات کا حوالہ دیتے ہیں جو الوہیت کا مجموعہ بناتے ہیں۔ ان طریقوں نے اچھی عادات پیدا کرنے، ایمان کو فروغ دینے اور چرچ کی تمام انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں اور واقعات کو منظم کرنے کا کام کیا ہے۔

کسی دیوتا کے لیے ماننے والوں کے مسلک کو برقرار رکھنے کا ایک طریقہ مذہبی تقریبات یا رسومات سے تشکیل پاتا ہے۔ ان طریقوں کے ذریعے، مختلف ثقافتی تحریکیں، بشمول مذہبی، اپنے پیرشینوں میں رسمی سرگرمیوں کو فروغ دیتی ہیں جو گروپ سے تعلق کے احساس کو ابھارتی ہیں۔ ایسا ہی معاملہ عیسائیت کی رسومات کا ہے جو اس مقصد کو پورا کریں گے۔

لیکن اس کے بارے میں بنیادی بات یہ ہے کہ رسومات کے ذریعے انسان میں ضروری ایمان مضبوط ہوتا ہے، مناسب روحانیت کے حصول کے لیے، یا صرف اس حد تک تعریف کرنے کے لیے کہ وہ جس فرقے پر عمل کرتا ہے، اس کے ساتھ ذاتی وابستگی ہے۔

یسوع مسیح نے، دنیاوی دنیا میں اپنی زیارت کے دوران، نہ صرف اپنے کلام کی گواہی چھوڑی، بلکہ اس نے کئی رسومات کی وصیت بھی کی جو عیسائی مذہبی جوہر کے اندر بنیادی سمجھی جاتی ہیں۔ ابتدائی دنوں میں عیسائیت کی یہ رسومات کسی حملے کے خوف سے خفیہ طور پر کی جاتی تھیں۔

لیکن بعد میں، جب عیسائیت نے ادارہ جاتی شکل اختیار کی، تو وہ بڑے پیمانے پر پھیلی ہوئی تقریبات بن گئے۔ سب سے پہلے اور بنیادی طور پر انجیلی بشارت کے مقصد کے ساتھ، تقریبات خُداوند کی حمد، اُس کے ابدی جلال، ہمارے درمیان اُس کی موجودگی، اُس کی موت اور بعد میں جی اُٹھنے کے لیے انجام دی گئیں۔ رسومات کو انجام دینے کے لیے اصولوں اور شرائط کے طور پر سمجھے جانے والے اقدامات کو بھی قائم کرنا۔

عیسائیت کی رسومات، ایک خاص مقصد کے ساتھ عبادات کے حالات کے مطابق تیار اور ڈھال رہی تھیں۔ اس کے بعد، مثال کے طور پر یادگاری یا جشن، جنازہ اور تقدیس کی رسومات، دوسروں کے درمیان، ظاہر ہوتی ہیں۔

سماجی رویے اور انسان کے ثقافتی مظاہر کے ماہرین، سماجیات، سماجی نفسیات کے ماہرین، بشریات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانوں میں رسومات، ان کا ادراک اور ساخت، گروہ کی خصوصیات، اس کی دلچسپی اور حاصل کیے جانے والے مقاصد پر منحصر ہے۔ تاہم، اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مخلوقات کا کوئی بھی گروہ جو رسم ادا کرتا ہے، وہاں آفاقی اقدار ہیں جو تمام رسموں کو پار کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر، عام طور پر اگر آپ کسی کمیونٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں، تو آپ کو ایک ابتدائی تقریب سے گزرنا پڑ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ تصریح کرنا ممکن ہو گیا ہے کہ وہ تمام اعمال جو رسم پرستی کے مطابق ہوتے ہیں، مخصوص خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ عیسائیت کی رسومات اس حالت سے بچ نہیں سکتیں۔

عیسائیوں نے بھی جتنے تہوارات ورسومات گھڑ لیے ہیں ان میں فضول خرچی، عریانی، بے پردگی اور فحاشی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ جبکہ ان تہوارات اور رسومات کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان خوشی وغم میں جڑا رہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 Chambers 21st Century Dictionary, Revised ed., Allied Publishers, 2005 ISBN 978-0-550- 14210-8

2 انسائیکلوپیڈیا، بک آف نالج، ویلنٹائن ڈے۔

3 انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا، 2003، ویلنٹائن ڈے۔

4 صدیقی، محمد عطاء اللہ، ویلنٹائن ڈے تاریخی و معاشرتی تجزیہ، اسلامک ہیومن رائٹس فورم 99 جے ماڈل ٹاؤن، لاہور، 2014، ص 3۔

5 ایضاً۔

6 دائرہ المعارف اردو، ویلنٹائن ڈے۔

7 صدیق، محمد اختر، غیر اسلامی تہوار تاریخ، حقائق، مشاہدات، مکتبہ الاسلامیہ، رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، 2011، ص 181۔

8 البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، ج8، ص29، رقم الحدیث: 6120۔ حکم: صحیح

9 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار بے حیائی کا بازار، دارالاندلس، لاہور، 2006ء، ص29، 30۔

10 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار اسلامی تہذیب کے سینے پر خنجر، مکتبہ اہل حدیث، امین پور فیصل آباد، 2010ء، ص76، 77۔

11 روزنامہ جنگ، 14 فروری، 2001ء۔

12 روزنامہ جنگ، 14 فروری، 2001ء۔

13 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار بے حیائی کا بازار، 35۔

14 فیروز الدین، فیروز اللغات جدید، مادہ ب ر، ص 194۔

15 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار اسلامی تہذیب کے سینے پر خنجر، ص 211۔

16 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار اسلامی تہذیب کے سینے پر خنجر، ص 231۔

17 ضیغم، تفضیل احمد، غیر مسلم تہوار بے حیائی کا بازار، ص 71۔

18 صدیق، محمد اختر، غیر اسلامی تہوار تاریخ، حقائق، ص 188۔

19 صدیق، محمد اختر، غیر اسلامی تہوار تاریخ، حقائق، مشاہدات، ص189، 190۔

20 السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، المکتبۃ العصریہ، بیروت، س ن، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ، ج4، ص44، رقم الحدیث: 4031۔ حکم: حسن صحیح

21 عبدالوارث ساجد، کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک، صبح روشن پبلشرز اردو بازار، لاہور، 2010ء، ص108، 109۔

22 Perspective, Articles on moral / morality from Orthodox Christian. "Fr. Patrick Henry Reardon -- The Origins of Advent". orthodoxytoday.org. Retrieved 15 November 2017.

23 since the time of Bernard of Clairvaux (d.1153), Christians have spoken of the three comings of Christ: in the flesh in Bethlehem, in our hearts daily, and in glory at the end of time" *Pfatteicher, Philip H. (23 September 2013).* "Journey into the Heart of God: Living the Liturgical Year". *Oxford University Press.*

24 *Company, Our Sunday Visitor Catholic Publishing.* "Our Sunday Visitor Catholic Publishing Company > My Faith > Church Seasons and Feasts > Advent". *osv.com*. Retrieved 15 November 2017.

25 Philip H. P fatteicher, Journey into the Heart of God (Oxford University Press) 2013 ISBN 978-0-19999714-5

26 Rice, Howard L.; Huffstutler, James C. (1 January 2001). *Reformed Worship*. Westminster John Knox Press. p. 197.

27 "Four Reasons It's Not 'Advent.'". Kevin (Basil) Fritts. 2014. P.29.

28 J. Neil Alexander, "Advent" in Paul F. Bradshaw, *New SCM Dictionary of Liturgy and Worship* (Hymns Ancient and Modern Ltd. 2013 ISBN 978-0-33404932-6), p. 2

29 Bingham, Joseph (1726). *The Antiquities of the Christian Church*. Robert Knaplock. p. 357. Retrieved 20 December 2014.

30 *The Oxford Dictionary of the Christian Church* [Ed. F.L.Cross, 2nd ed., O.U.P., 1974]" p. 19.

31 "Clement A. Miles, *Christmas Customs and Traditions* (Courier Corporation 1912), p. 91". 18 November 2017.

32 Kellner, K. A. H. (1908). *Heortology: A History of the Christian Festivals from Their Origin to the Present Day* Kegan Paul Trench Trubner & Co Limited. p. 430.

33 Miles, Clement A, *Christmas customs and traditions, their history and significance*, p. 112, ISBN 978-0-486-23354-3

34 "Liturgical Vestment Colors of the Orthodox Church". Aggreen. Archivedfrom the original on 2009. P. 38.

35 Mosteller, Angie (15 May 2010). *Christmas, Celebrating the Christian History of Classic Symbols, Songs and Stories*. Holiday Classics Publishing. p. 167.

36 Colbert, Teddy (1996). *The Living Wreath*. Gibbs Smith. ISBN 978-0-87905-700-8. It is believed that the European advent wreath began as a Lutheran innovation in the sixteenth century.

37 *Miles, Clement A, Christmas customs and traditions, their history and significance, p. 113.*

38 *Miles, Clement A, Christmas customs and traditions, their history and significance, p. 114to 116.*

39 Kelly, Richard Michael, ed. (2003). *A Christmas Carol*. Broadview Press. p. 9 to12.

40 Senn, Frank C. (2012). *Introduction to Christian Liturgy*. Fortress Press. p. 145.

41 فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ، لاہور، س ن، مادہ ک ر، ص 1003۔

42 Gwynne, Paul (2011). *World Religions in Practice*. John Wiley & Sons. ISBN 978-1-4443-6005-9.

43 روزنامہ نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء۔

44 عبدالوارث ساجد، کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک، صبح روشن پبلشرز، لاہور، 2010ء، ص 17۔

45 Collins, Ace (April 20, 2010). *Stories Behind the Great Traditions of Christmas*. Zondervan. p. 17.

46 روزنامہ نوائے وقت 8 دسمبر 2002ء۔

47 https://www.bbc.co.uk/religion/religions/christianity/holydays/lent_

48 شیخ احمد دیدات، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، مترجم مصباح اکرم، عبد اللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، 2010ء، ص 235۔

49 عبد الوارث ساجد، کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک، صبح روشن پبلشرز، لاہور، 2010ء، ص 112۔

50 شیخ احمد دیدات، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، مترجم مصباح اکرم، ص 235۔

51 انجیل، کتاب رومیوں، باب نمبر 14، آیت 5۔

52 انجیل، کتاب رومیوں، باب نمبر 5، آیت 8۔

53 انجیل، پطرس، باب نمبر 3، آیت 18۔

54 ایضاً۔

55 رنگ چڑھانا، مذہب میں لانا، عیسائی مذہب اختیار کرتے وقت سر پر پانی چھڑکنے کی رسم ادا کرنا۔ جس کو بپتسمہ بھی کہتے ہیں۔ (فیروز الدین، فیروز اللغات جدید، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، مادہ اص، ص 98۔)

56 لفظ کفّارہ کا مطلب ڈھانکنا یا چھپانا ہے۔ مسیحیت میں یہ مسیح کے کام کا اظہار ہے، جس نے اپنی کامل اطاعت کی بدولت اِنسانوں کو اُس سزا سے بچانے کا انتظام کیا جس کی لعنت شریعت نے مقرر کر دی تھی، اور اُس نے صلیب پر اپنا خون بہانے کے وسیلے عابد و معبود میں وہ یگانگت اور قُربت پیدا کی جو باغ عدن میں موجود تھی۔ اِسی مفہوم میں مسیح کے شاگرد پطرس رسول نے فرمایا "مسیح نے بھی یعنی راستباز نے ناراستوں کے لئے گُناہوں کے باعث ایک بار دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم کو خُدا کے پاس پہنچائے۔ وہ جسم کے اعتبار سے تو مارا گیا لیکن رُوح کے اعتبار سے زندہ کیا گیا" (1۔ پطرس 18:3)۔

57 شیخ احمد دیدات، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، مترجم مصباح اکرم، عبد اللہ اکیڈمی الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، 2010ء، ص 242۔

58 Augustine the enchiridion XLII. Vol. VI, P. 688.

59 عیسائیت میں اس رسم کی حقیقت یہ ہے کہ روٹی اور شراب جو مسیح کی یاد میں اتوار کے دن گرجے کی عبادت کے بعد کھائی جاتی ہے وہ مقدس ہو جاتی ہے۔ کھانے والے میں پاکیزگی اور طہارت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا الوہیت کے ساتھ اتصال ہو جاتا ہے۔ اسی تصور نے عشائے ربانی کی شکل اختیار کر لی ہے۔ (چیمہ، غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص 516۔)

60 انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مقالہ بپتسمہ، ج 11، ص 83۔

61 Thomas W. Laqueur, The Work of the Dead. A cultural history of mortal remains, Princeton, Princeton University Press, 2015, p. 153

62 Shamira, Vigil, Jewish Mourning Traditions, oxford University press, London, 1988, page.3.

63 عارفی، محمد عبد الحیّ، احکام میت، ادارۃ المعارف کراچی، س ن، ص 35 تا 37۔